قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

ظلمتیں کافور ہو جائینگی اکدن دیکھنا ❁ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا ❁ میں بھی اک نورانی چہرہ کے پرستاروں میں ہوں

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

Digitized by Khilafat Library

الفضل

اتلعن من ھو مثل بدر منوّد
فما رب ملیکا اجتباھم کمشتر
فلا تیئس لبعد ظھور قد رمقدر
وما کان ربا لکائنات کمھتر
وفی ذالک ایات لقلب مفکر
(مسیح موعود)

اتکفر خلفاء النبی تجاسرا
والنکث قد ساءتک امر خلافۃ
فیا ذنبہ قد وقع ما کان واقعا
وما استخلف اللّٰہ العلیم کذا ھل
وقضیت امر خلافۃ موعودۃ

مضامین بنام ایڈیٹر
اور
باقی تمام خط و کتابت منیجر
الفضل قادیان ضلع گورداسپور
کے پتہ پر ہو۔

چندہ خریداران مقامی (للعہ)
چندہ غیر ممالک سے (۶عہ) روپیہ

ایڈیٹر

ہفتہ میں تین بار قادیان سے شائع ہوتا ہے

جلد ۲ ❁ مورخہ ۳۰۔ اگست سنہ ۱۹۱۴ء مطابق ۸۔ شوال سنہ ۱۳۳۲ھ ہجری ❁ نمبر ۳۲

مدنیتہ المسیح

امپریل انڈین ریلیف فنڈ کے متعلق ایک جلسہ گورداسپور میں ہے۔ اُس کے اغراض و مقاصد کے ساتھ احمدیہ جماعت کو کامل اتفاق ہے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب مدظلہ العالی بدہ کی صبح کو گورداسپور تشریف لیگئے۔ اور جمعرات عصر کے بعد واپس تشریف لائے۔ آپکے ساتھ صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب و عزیز ناصر احمد۔ خلیفہ ڈاکٹر رشید الدین صاحب۔ مولوی شیر علی صاحب بی۔ اے۔ حافظ روشن علی صاحب۔ سید احمد نور کابلی برادر نیک محمد غزنوی۔ بھائی عبد الرحمن صاحب قادیانی چوہدری حاکم علی صاحب۔ ابوبکر محمد یوسف صاحب جمال جدہ یسی سی حسنار۔ میر مہدی حسین صاحب گئے۔ اور بعد میں چوہدری فضل دین صاحب بٹالہ سے۔ شیخ عبد الرحمن صاحب نومسلم ماسٹر علی محمد بھی جاملے۔ اور پروفیسر عبد اللہ تو بیدل دوڑتے دوڑتے چھینا کے سٹیشن پر پہنچے۔ اور اسلامی حلوا پیش کیا۔ بٹالہ کی جماعت سٹیشن پر حاضر تھی۔

(۲) مولانا سید محمد احسن صاحب امروہہ سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ یہاں ہفتہ کو چاند دیکھا گیا۔ اور اتوار کو عید ہوئی۔

(۳) سبز اشتہار نقل مطابق اصل اور اس کے ساتھ چاروں اشتہار کی قیمت میں تخفیف کردیگئی ہے۔ صرف ایک آنہ پر مل سکتا ہے۔

(۴) منشی نور احمد صاحب مختار حضرت صاحب کے گورداسپور جانے سے ایکدن پہلے وہاں حاضر تھے۔ جناب شیخ مختار احمد صاحب بیرسٹر نے سواری وغیرہ بہم پہنچانے اور ہر تمام تعلق سفر کی دعوت کرنے میں اپنی محبت کا ثبوت دیا۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

تازہ خبریں

لنڈن ۲۵۔ اگست۔ جنرل لیمان ریج کے ایک قلعہ کے کھنڈرات میں گرا ہوا پایا گیا۔ اس کا دم گھٹ گیا تھا۔ اس کو جنرل ایمش کے روبرو پیش کیا گیا۔ جس نے اُسے تلوار واپس دیکر اُس کی شجاعت کی داد دی۔ جنرل لیمان اور دوسرے بلجی افسر کولون (جرمنی) بھیجدیئے گئے ہیں۔

۔ بلجی سلطنت ایک ہزار ریلوے انجن اور بہت سی گاڑیاں فرانس کو بھیج رہی ہے۔

لورین میں جرمنوں کا سخت نقصان ہوا۔

لنڈن ۲۵۔ اگست۔ روسی مشرقی پروشیا میں گھسے جا رہی ہیں

لنڈن ۲۵۔ اگست۔ جرمن حملہ آوروں کی ایک چھوٹی سی جمعیت ونڈھوک سے برٹش نما کوالینڈ میں داخل ہوئی۔ راستہ میں ان کو بوئر کسانوں سے جو جرمن مقبوضات میں اقامت پذیر ہیں مڈبھیڑ ہوئی۔ کسانوں نے ایک سارجنٹ اور چند ایک کو قتل کردیا۔ قلت آب کی وجہ سے حملہ آور دریائے اورنج سے آگے نہیں بڑھ سکے۔ اس لئے اس حملہ کی کوئی اہمیت نہیں۔

خلیفہ سلطنتیں ٹرنٹ۔ ٹریسٹ اور آدلونا پر اٹلی کے قبضہ کرلینے کی مخالفت نہیں کریں گی۔

آسٹریا کا چودہواں بیٹیلین جو جرمنی کو فرانس پر حملہ کرنے

(باہتمام منشی غلام رسول منیجر ضیاء الاسلام پریس چھپکر حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب پروپرائیٹر پبلشر و پرنٹر کیلئے شائع ہوا۔)

میں مدد دینے کے لئے روانہ کیا گیا تھا۔ اب سنا ہے۔ کہ واپس آگیا ہے۔ مگر سات ہزار آسٹروی معہ ساز و سامان ہنوز سٹراس برگ (السّاس) میں ہیں۔

لنڈن ۲۵۔اگست۔ فرانسیسی سپاہ نے نینسی (فرانس) سے چار مرتبہ حملہ کیا۔ اور جرمنوں کو سخت نقصان پہنچایا

آج رات کو مجلس وزراء کے اراکین اور جرنلوں کا ایک جلسہ ارل کچنر کے مکان پر نصف شب سے لیکر ۲ بجے تک منعقد ہوا۔

لنڈن ۲۵۔اگست۔ تسلیم کیا گیا ہے۔ کہ اگرچہ نمور کے قلعے مسخر ہو گئے۔ مگر ۴ قلعے ہنوز مدافعت پر اڑے ہوئے ہیں۔ متحدہ فوجیں اب پیچھے ہٹ کر اپنی اصلی خط مدافعت پر جمع ہو گئی ہیں۔ جو غالباً لیل ولنیشا نزہ موبیوج اور میزیئرز میں سے گذرتا ہے۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اگر اس خط پر زیادہ عرصہ تک مدافعت کرنا ممکن نہ ہو۔ تو اس کے عقب میں لافیر لیئون اور ریمز کا دوسرا مدافعتی خط واقعہ ہے۔

لنڈن ۲۶۔اگست۔ آسٹریا نے جاپانی سفیر کو اپنے ہاں سے رخصت کر دیا ہے۔ اور اپنے سفیر متعینہ ٹوکیو کو واپس بلا لیا ہے۔

کیاؤچو۔ قیصر جرمنی کی طرف سے ایک مختصر الفاظ کا پیغام جمعہ کی شام کو قلعہ گیر فوج کے روبرو پڑھکر سنایا گیا۔ جس میں ان سے آخر دم تک مقابلہ کرنے کی ہدایت کی گئی تھی۔ سپاہ نے اس پیغام کو خاموشی کے ساتھ سنا۔ جرمنوں نے تمام بلند مقامات کو ڈائنامیٹ سے اڑا دیا ہے۔ تاکہ دشمن کو ان کی وجہ سے آبادی کا پتہ نہ لگ سکے۔ اس کے علاوہ انہوں نے اپنی سرحد کے ریلوے پل کو بھی اڑا دیا ہے اور ان چینی دیہات کو مسمار کر دیا ہے۔ جو جرمن علاقہ میں تھے دیہاتی باشندوں کو کسی قدر معاوضہ دیدیا۔

روسی افواج کی جارحانہ کارروائی جاری ہے۔ مشرقی پروشیا کی سرحد سے جرمن سپاہ سرعت کے ساتھ پیچھے ہٹ کر تلدو کو نگزبرگ پر جمع ہو رہی ہے۔ تین جرمن ڈویژن نیڈن برگ کے شمالی علاقہ میں قائم ہیں۔ روسیوں نے جرمنوں کے بائیں بازو کو گھیر کر اس پر حملہ کیا۔ جس پر وہ اپنی توپیں چھوڑ کر بھاگ نکلے۔

جرمنوں نے مالی نیز (بلجیم) پر گولہ باری کی۔ اور وہاں کے مشہور گرجے کی چوٹی گرادی۔ دو سو مکانات کو بھی نقصان پہنچا

بلجیموں نے شدت سے حملہ کر کے انہیں ولورڈ کی طرف بھگا دیا۔ طرفین کا نقصان ہوا۔

گذشتہ شب کو ایک ہوائی جہاز نے انٹورپ پر گولے پھینکے۔ جن سے دو مکان اور کئی آدمی ہلاک ہوئے آخر انٹورپ سے ۶ میل کے فاصلہ پر ہوائی جہاز کو گولے مار کر نیچے اتارا گیا۔ اور جتنے آدمی اس پر سوار تھے۔ انہیں گرفتار کر لیا گیا۔

لنڈن ۲۶۔اگست۔ تمام بیانات سے متفقہ طور پر برٹش سپاہ کی قابل تعریف کارروائی کا پتہ چلتا ہے۔ معتبر طور پر معلوم ہوا ہے۔ کہ پرنس فریڈرک لیوپولڈ کمانڈر انچیف امپیریل گارڈ ہلاک ہو گئے۔ الجیروی سپاہیوں نے سنگینوں کے حملہ میں اپنی بہادری کے جوہر دکھائے۔ اور مٹرلیوں توپوں کی مہلک آتشبازی کے باوجود تین کیلومیٹر تک بڑھ گئی

لنڈن ۲۶۔اگست۔ لورین میں دونوں فوجوں نے جارحانہ جنگ شروع کی ہے۔ لڑائی ہو رہی ہے۔ فرانسیسی جیش نمبر ۱۵ نے وادی ڈینیوز میں کامیابی سے جوابی حملہ کیا۔ وردون (فرانس) کے شمال میں لڑائی جاری ہے۔ مونز (بلجیم) کے جنوب میں برطانوی سپاہ مصروف پیکار رہی۔ وہاں زیادہ تر توپخانہ کی لڑائی ہوئی۔ جرمن توپخانہ کی نشانہ بازی خراب تھی۔ انگریزی توپچیوں نے جن کے مورچے شہر کی گھاٹیوں پر قائم تھے۔ نہائت صحیح نشانے لگائے۔ اور دشمن کا بہت نقصان ہوا۔ برطانوی سپاہ نے ۶ سخت حملوں کو نہائت خوبی سے پسپا کیا۔ کشتوں کے اس قدر ڈھیر لگ گئے۔ کہ ان سے الجیرویوں کے سنگین حملوں میں رکاوٹ پیدا ہوتی تھی۔ تاہم برطانیہ کی دو پیدل اور ایک سوار رجمنٹ کی نسبت بیان کیا جاتا ہے۔ کہ انہیں شدید نقصان پہنچا متحدہ سپاہ کے پیچھے ہٹنے سے پہلے معلوم ہوتا تھا۔ کہ برطانوی نہ صرف اپنی جگہ پر قائم ہیں۔ بلکہ بڑھ بڑھ کر حملے کر رہے ہیں۔

مقامات ڈونون اور سالیس سے فرنچ سپاہ کو واپس ہٹا لینے کا فیصلہ کیا گیا۔

(مقامات ڈونوں اور سالیس السّاس لورین کے علاقہ میں عین سرحد پر واقعہ ہیں)

حال کی لڑائی میں انگریزی سپاہ کے دو ہزار آدمی کام آئے

لنڈن ۲۴۔اگست۔ ارل آف لیوں ۲۲۔اگست کو سخت مجروح ہوئے۔

شارلیرائے پر دشمن نے قبضہ کر لیا تھا۔ مگر بعد میں متحدہ افواج نے اسے پھر واپس لے لیا۔

برسلز سے خبر آئی ہے۔ کہ ۳ لاکھ جرمنوں نے جنوب کی طرف شارلیرائے کا رخ کیا ہے۔

بلجیم کے وزیر جنگ نے اعلان کیا ہے۔ کہ آج تک بلجیمی سپاہ کا نقصان ۱۰ ہزار تک پہنچا ہے۔

اٹلی کے وزیر اعظم نے یقین دلایا ہے۔ کہ فی الحال فراہمی و آراستگی افواج کا کوئی ارادہ نہیں۔ اور اگر اس قسم کی ضرورت پیش بھی آئی۔ تو اٹلی غیر جانبداری کو ہرگز ترک نہیں کریگی۔

لنڈن ۲۴۔اگست۔ روسی سپاہ پروشیا کے علاقہ میں ۴۰ میل تک گھس گئی ہے۔ بقول بعض ان کا ارادہ ہے۔ کہ برلن تک باقی ۳۰۰ میل کی مسافت متواتر شب و روز کوچ کر کے طے کر لی جائے۔

لنڈن ۲۴۔اگست۔ کیاؤچو میں بے ضرورت اتلاف جان سے احتراز کیا جائے گا۔

لنڈن ۲۴۔اگست۔ انگریز سیاح اور دیگر اشخاص جو جرمن میں گرفتار کئے گئے ہیں۔ ان کے اعزہ و احباب نے گورنمنٹ سے تحریک کی ہے۔ کہ ان کا جرمن اسیران جنگ کے ساتھ جو اسوقت انگلستان میں ہیں۔ تبادلہ کر لیا جائے۔

اطلاع۔ تشحیذ ماہ اگست ۱۴ء میں رسالہ المصلح الموعود کا مفصل و مدلل جواب پیر منظور محمد صاحب کی طرف سے شائع ہوا ہے۔ پرچہ ۲/ کے ٹکٹ پر ملیگا۔ دفتر تشحیذ قادیان سے طلب کرو۔

جنازہ غائب۔ عبدالوحد صاحب حلوائی ٹوبہ ٹیک سنگھ کی لڑکی فوت ہو گئی ہے۔ احباب جنازہ غائب پڑھ دیں۔

الفضل نمبر ۳۰ صرف ۶ صفحے چھپا تھا۔ صفحہ ۷ و ۸ کی بجائے صفحہ ۳ و ۴ پڑھا جاوے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان - دارالامان - مورخہ ۳۰ - اگست ۱۹۱۴ء

کیا پیغام والوں کا ایمان مسیح موعود پر ہے؟

(مسیح موعود کا ارشاد)

خدائے عزوجل نے جیسا کہ اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء و اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء (سبز اشتہار) میں مندرج ہے۔ اپنے لطف وکرم سے وعدہ دیا تھا۔ کہ بشیر اول کی وفات کے بعد دوسرا بشیر دیا جائے گا۔ جس کا نام محمود بھی ہے۔ اور اس عاجز کو مخاطب کر کے فرمایا تھا۔ کہ وہ اولوالعزم ہوگا۔ اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ وہ قادر ہے۔ جس طور سے چاہتا ہے۔ کرتا ہے

آہ!

(پیغام کی تحریر)

(منقول از پیغام مجریہ ۱۳۔ اگست ۱۹۱۴ء)

حقیقت یہ ہے۔ کہ خود صاحبزادہ صاحب سخت تنگ خیال ہیں۔ اور اپنے والد مرحوم مغفور کے اخلاق کریمانہ سے کوئی حصہ نہیں لیا۔ بلکہ اپنے نانا نواب صاحب کے اخلاق کا زیادہ حصہ آپ کی طبیعت میں معلوم ہوتا ہے۔ اور کم ظرفی اور عیب چینی اور سخت گیری آپ کی طبیعت میں بہت ہے۔ اور یہی حال آپ کے مبائعین کا ہے

حسن و احسان میں مسیح موعود کا نظیر محمود

ناظرین! معزز ناظرین!! آپ مذکورہ بالا دو عبارتوں کو غور سے پڑھیں۔ اللہ تعالےٰ اپنے مسیح کو ایک نشان دیتا ہے۔ اور وہ ایک پیشگوئی فرماتا ہے۔ جو اوپر درج ہے۔ یعنی یہ کہ ایک لڑکا بشیر اوّل کی وفات کے بعد تجھے دیا جائیگا۔ جس کا نام محمود ہے۔ اور وہ اولوالعزم ہوگا۔ دوم وہ حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ تمام صفات کی جامع صفات یہی دو ہیں۔ ایک حسن یعنی ذاتی کمالات اور دوم احسان یعنی ان کمالات کا افاضہ۔ پس اس جامع فقرے میں اللہ نے یہ بتایا ہے۔ کہ وہ لڑکا جس کا نام محمود احمد ہوگا۔ وہ اپنے اندر مسیح موعود کی صفات رکھتا ہوگا۔ اور ان کے اخلاق کی ایک تصویر ہوگا۔ پھر جو کمالات اُسے حاصل ہوں گے۔ ان کا فیض وہ مخلوقات عالم کو بھی پہنچائیگا۔

حضرت اقدس کھلے کھلے لفظوں میں نہ صرف ایک بار بلکہ متعدد مرتبہ اس پیشگوئی کو حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب پر چسپاں فرماتے ہیں۔ چنانچہ

دہم جولائی ۱۸۸۸ء و سبز اشتہار کی پیشگوئی کا مصداق محمود

تریاق القلوب مطبوعہ ۱۹۰۲ء کے صفحہ ۴۲ میں فرماتے ہیں:

"سبز رنگ کے اشتہار میں یہ بھی لکھا گیا۔ کہ اس پیدا ہونے والے لڑکے کا نام محمود رکھا جائیگا۔ اور یہ اشتہار محمود کے پیدا ہونے سے پہلے لاکھوں انسانوں میں شائع کیا گیا۔ چنانچہ اب تک ہمارے مخالفوں کے گھروں میں صدہا سبز رنگ کے اشتہار پڑے ہوئے ہونگے اور ایسا ہی دہم جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار بھی ہر ایک کے گھر میں موجود ہوں گے۔ پھر جب کہ اس پیشگوئی کی شہرت بذریعہ اشتہارات کامل درجہ تک پہنچ چکی۔ اور مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں میں سے کوئی بھی فرقہ باقی نہ رہا۔ جو اس سے بے خبر ہو۔ تب خدا تعالےٰ کے فضل اور رحم سے ۱۲- جنوری ۱۸۸۹ء کو مطابق ۹- جمادی الاوّل ۱۳۰۶ھ میں بروز شنبہ محمود احمد پیدا ہوا۔ اور اس کے پیدا ہونے کی میں نے اُس اشتہار میں خبر دی ہے۔ جس کے عنوان پر تکمیل تبلیغ موٹی قلم سے لکھا ہوا ہے"۔

مذکورہ بالا حوالے کی تائید حقیقۃ الوحی میں

پھر حقیقۃ الوحی میں ارشاد ہوتا ہے۔ (صفحہ ۳۶۰)

"تب خدا تعالےٰ نے ایک دوسرے لڑکے کی مجھے بشارت دی۔ چنانچہ میرے سبز اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کے ساتویں صفحہ میں اُس دوسرے لڑکے کے پیدا ہونے کے بارے میں یہ بشارت ہے۔ دوسرا بشیر دیا جائیگا۔ جس کا دوسرا نام محمود ہے۔ وہ اگرچہ اب تک جو یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے۔ پیدا نہیں ہوا۔ مگر خدا تعالےٰ کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر پیدا ہوگا۔ زمین آسمان ٹل سکتے ہیں۔ پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔ یہ ہے عبارت اشتہار سبز کے صفحہ سات کی جس کے مطابق جنوری ۱۸۸۹ء میں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام محمود رکھا گیا۔ اور اب تک بفضلہ تعالیٰ زندہ موجود ہے۔ اور سترہویں سال میں ہے"۔

ان دونوں حوالوں سے ظاہر ہے۔ کہ حضور نے بڑے جزم کے ساتھ دہم جولائی ۱۸۸۸ء اور سبز اشتہار (یکم دسمبر ۱۸۸۸ء) کی پیشگوئی کو حضرت محمود احمد پر چسپاں کیا ہے۔ اور یہ بات ایسی صاف ہے۔ کہ

مولوی محمد علی صاحب کا اقرار کہ اس پیشگوئی کے مصداق حضرت میاں صاحب ہیں

مولوی محمد علی صاحب بھی باوجود اس قدر حسد و بغض و عناد کے اس کا انکار نہیں کر سکے اور اپنے رسالہ المصلح الموعود میں کئی بار یہ لکھا ہے۔ کہ دہم جولائی ۱۸۸۸ء یا سبز اشتہار کا مصداق میاں محمود احمد صاحب ہیں۔ چنانچہ صفحہ ۱۳ رسالہ المصلح الموعود پر لکھتے ہیں۔

"جیسا کہ حضرت مسیح موعود کی متعدد تحریروں سے ظاہر ہے۔ میاں محمود احمد صاحب کی پیدائش کو آپ نے دہم جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار والی پیشگوئی اور سبز اشتہار کے مطابق قرار دیا ہے"۔

پیغام والے حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی کی تکذیب کرتے ہیں

یہاں ہم اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتے کہ سبز اشتہار یا دہم جولائی کا اشتہار مصلح موعود کے لئے ہے یا نہیں۔ ہم صرف اتنا کہتے ہیں۔ کہ یہ مان لیا گیا ہے۔ اور اس کے ماننے کے بغیر چارہ بھی نہیں۔ کہ حضرت صاحبزادہ صاحب دہم جولائی ۱۸۸۸ء اور سبز اشتہار کی پیشگوئی کے مصداق ہیں۔ اور حضرت اقدس

پیشگوئی فرماتے ہیں۔ (جیسا کہ عبارت مندرجہ پیشانی مضمون ہذا سے ظاہر ہے) کہ محمود احمد اولو العزم ہو گا۔ دوم وہ حسن واحسان میں مسیح موعود کا نظیر ہو گا۔ اور حسن و احسان دو ایسی صفات ہیں۔ کہ سب صفات اسی میں آجاتی ہیں اور اگر کوئی نہ مانے۔ تو بھی کم از کم اسے ماننا پڑے گا۔ کہ احسان ایک ایسی اعلیٰ صفت ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے تمام انعامات کا مورد اس شخص کو قرار دیا ہے۔ جو محسن ہو۔ اور بار بار انبیاء کا ذکر فرما کے کذالک نجزی المحسنین ارشاد کیا ہے اور حدیث میں بھی احسان اس درجہ کا نام بتایا۔ جو ایمان و اسلام کی ترقی یافتہ حالت کا نام ہے ؛

اب ایسے فرزند ارجمند کو پیغام والے لکھتے ہیں۔ کہ

" اپنے والد مرحوم مغفور (یعنی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے اخلاق کریمانہ سے کوئی حصہ نہیں لیا × × × کم ظرفی - عیب چینی - سخت گیری ۔ آپ کی طبیعت میں بہت ہے " ؛

کیا دوسرے الفاظ میں اس کے یہ معنے نہیں۔ کہ مسیح موعود کی پیشگوئی جھوٹی نکلی۔ اور جس لڑکے کا وعدہ دیا گیا تھا۔ کہ وہ حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ اور وہ اولوالعزم ہوگا (یاد رہے۔ کہ اولوالعزم ایسی اعلیٰ صفت ہے۔ جو انبیاء میں سے بھی مخصوص انبیاء کے ساتھ آئی ہے، جو لوگ اس کے معنے ضدی کے کرتے ہیں۔ وہ شرم کریں۔ کیا حضرت محمد مصطفےٰ و حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ ایسے اولوالعزم رسل ضدی تھے۔ اور خدا نے اپنے مسیح کو یہی خبر دی تھی۔ کہ ایک بیٹا تیرا ضدی ہوگا۔ جو اپنی ہٹ نہ چھوڑے گا)

وہ کوئی ایسا لڑکا پیدا نہیں ہوا۔ بلکہ اس کے برعکس ایسا لڑکا پیدا ہوا۔ جو کم ظرف۔ عیب چین۔ اور سخت گیر ہے۔ اور بقول سردار عجب خان صاحب طالب جاہ و طالب دنیا ہے۔ کیا مرزا یعقوب بیگ صاحب اور ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب لوگوں کو یہ نہیں بتاتے۔ کہ حضرت مرزا صاحب (نعوذ باللہ) مفتری تھے۔ جو بات اللہ کی طرف سے بنا کر بیان کرتے (نعوذ باللہ) اس کے اُلٹ ہوتا ؛

خدارا انصاف

میں اس معاملہ میں پشاور کے شیریں کلام مگر آزاد مزاج بزرگوں کو وزیر آباد کے منصف مزاج دوستوں کو پھر لائل پور کی جھنگ فیکٹری کے مالکوں ۔ سیالکوٹ کے غیر مبایعین احباب کو بلاتا ہوں۔ کہ وہ خدارا فرمائیں۔ آیا یہ مسیح موعود پر ایمان کے نشان ہیں پھر کیا حضرت صاحبزادہ صاحب کے تمام مبایعین کو جن میں بڑے بڑے متقی بزرگ بھی شامل ہیں۔ کم ظرف۔ عیب چین۔ سخت گیر قرار دینا شرافت اور شیوۂ مومنانہ ہے ؛

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

خطبۂ عید الفطر

جو سیدنا امیر المومنین حضرت فضل عمر نے ۲۴ کو دیا

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ واشھد ان محمداً عبدہٗ ورسولہ۔ الحمد للہ نحمدہٗ ونستعینہٗ ونستغفرہٗ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ۔ الخ۔ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اذ قال الحواریون یٰعیسی ابن مریم ھل یستطیع ربک ان ینزل علینا مائدۃً من السماء قال اتقوا اللہ ان کنتم مومنین ○ قالوا نرید ان ناکل منھا وتطمئن قلوبنا ونعلم ان قد صدقتنا ونکون علیھا من الشٰھدین ○ قال عیسی ابن مریم اللّٰھم ربنا انزل علینا مائدۃً من السماء تکون لنا عیداً لاولنا واٰخرنا واٰیۃً منک وارزقنا وانت خیر الرازقین ○ قال اللہ انی منزلھا علیکم فمن یکفر بعد منکم فانی اعذبہٗ عذاباً لا اعذبہٗ احداً من العٰلمین ○

ہر ایک انسان فطرتاً اپنی بھلائی اور بہتری اور اپنے لئے آرام چاہتا ہے۔

کوئی بیوقوف سے بیوقوف انسان بھی ایسا نہیں ہوگا۔ جو اپنے لئے دکھ چاہتا ہو۔ لیکن اپنی نادانی کی وجہ سے بعض لوگ ایک سکھ طلب کرتے ہیں۔ لیکن وہ اس کی وجہ سے دکھ میں پڑ جاتے ہیں ؛

ایک آدمی اپنے لئے آرام و راحت طلب کرتا ہے۔ وہ اُلٹا اُس کے لئے موجب تکلیف بن جاتا ہے۔ وہ انعام طلب کرتا ہے۔ اور وہ اس کے لئے عذاب ہو جاتا ہے۔ وہ ترقی طلب کرتا ہے، جو تنزل ہو جاتی ہے۔ اور وہ مفید چیزیں طلب کرتا ہے۔ لیکن وہ اس کے لئے مضر ثابت ہوتی ہیں۔ اسطرح کے ہزاروں نظارے دنیا میں نظر آتے ہیں۔ کہ ایک انسان بڑی خوشیوں اور بڑی امیدوں کے ساتھ ایک چیز کو طلب کرتا ہے۔ لیکن وہ اس کے لئے دکھ کا موجب بن جاتی ہے۔ ایک انسان کے گھر اولاد نہیں۔ وہ خود دعائیں کرتا۔ لوگوں کو دعا کے لئے کہتا اور صدقہ و خیرات بھی کرتا ہے۔ اور جو کچھ بھی وہ اس کے لئے کر سکتا ہے۔ کرتا ہے۔ مگر ایسی خبیث اولاد اُس کی ہوتی ہے کہ وہ اُس کے لئے انقطاع نسل کا باعث ہو جاتی ہے۔ اُس کی نسل تو ہوتی ہے۔ لیکن وہ ایسی ایسی شرمناک حرکات کرتی ہے۔ کہ اُس کا نام لیتے ہوئے بھی اس کو شرم آتی ہے ؛

معاویہ رضی یزید کی پیدائیش پر کتنا خوش ہوا ہوگا۔ اور اُس نے خیال کیا ہوگا۔ کہ یہ بیٹا میرے لئے عزت افزائی کا موجب ہو گا۔ لیکن اسی یزید نے ایسی ایسی خباثتیں کیں۔ کہ اب کوئی آدمی نہیں کہہ سکتا۔ کہ میں معاویہ کی اولاد ہوں۔ کیوں؟ کہ اس کے درمیان ایک گندے آدمی کا واسطہ آتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ بدنام ہوتے ہیں۔ تو وہی یزید جسے اس نے اپنی نسل بڑھانے والا اور ناموری کا باعث تصور کیا۔ وہ اس کے لئے ہلاکت اور تباہی کا باعث ہو گیا ؛

تو انسان بڑی خوشیاں کرتا اور اپنے لئے ایک چیز کو مفید خیال کرتا ہے۔ لیکن وہی اس کے لئے تباہی و بربادی کا باعث ہو جاتی ہے۔ بدر کے موقعہ پر کفار مکہ جب آئے۔ انہوں نے سمجھا۔ کہ بس اب ہم نے مسلمانوں کو مار لیا۔ اور ابوجہل نے کہا۔ ہم یہاں عید منائیں گے۔ اور خوب شرابیں اڑائیں گے۔ اور سمجھا۔ کہ بس اب مسلمانوں کو مار کے ہی پیچھے ہٹیں گے ؛

لیکن اسی ابوجہل کو مدینہ کے دو لڑکوں نے (کفار مکہ مدینہ والوں کو نہایت ذلیل خیال کرتے تھے۔ اور ان کو آرائیں کہا کرتے تھے) قتل کر دیا۔ اور اُسے ایسی حسرت دیکھنی نصیب ہوئی۔ کہ اس کی آخری خواہش بھی پوری نہ ہو سکی۔ (عرب میں رواج تھا۔ کہ جو سردار ہوتا۔ وہ اگر لڑائی میں مارا جاتا۔ تو اس کی گردن لمبی کر کے کاٹتے تا پہچانا جاوے۔ کہ یہ کوئی سردار تھا) عبداللہ بن مسعود رض نے اُسے دیکھا۔ (جب یہ بے حس و حرکت زخمی پڑا تھا) اور پوچھا۔ کہ تمہاری کیا حالت ہے۔ اُس نے کہا۔ مجھے اور تو کوئی افسوس نہیں۔ صرف یہ ہے کہ مجھے مدینہ کے دو آرائیں بچوں نے مار دیا۔ عبداللہ نے دریافت کیا۔ کہ تمہاری کوئی خواہش ہے

اس نے کہا اب میری یہ خواہش ہے۔ کہ میری گردن ذرا لمبی کرکے کاٹ دو۔ انہوں نے کہا۔ میں تیری یہ خواہش بھی پوری نہ ہونے دوں گا۔ اور اس کی گردن کو ٹھوڑی کے پاس سے سختی سے کاٹ دیا۔ اور وہ جو عید منانی چاہتا تھا۔ وہی اس کے لئے ماتم ہو گیا۔ اور وہ شراب جو اس نے پی تھی۔ اسے ہضم ہونی بھی نصیب نہ ہوئی۔

انسان ایک لطیف سے لطیف غذا کھاتا ہے۔ اور وہ سمجھتا ہے۔ کہ میرے جزو بدن ہو گی۔ لیکن وہ نہیں جانتا کہ یہی غذا اس کے لئے ہیضہ کا باعث ہو جائیگی۔

بڑی بڑی خوشیوں اور شادیوں کے موقعوں پر لوگ جاتے ہیں۔ اور خوشی میں حد سے گذر جاتے ہیں۔ اور شریعت کے احکام کو توڑتے ہیں۔ لیکن بیویاں ایسی آتی ہیں۔ کہ وہ گھر میں امن کی بجائے فساد کا موجب ہو جاتی ہیں۔ اور بعض بعض بدکاریاں کرکے اس کی بدنامی کا باعث ہو جاتی ہیں۔

تو ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ایک خوشی جسے انسان طلب کرتا ہے ہو سکتا ہے۔ کہ وہ خوشی نہ ہو۔ ممکن ہے انسان خدا کو ناراض کرکے خوشی کے بدلے دکھ خرید لے۔

یہ آیت جو میں نے پڑھی ہے۔ اس میں بھی بتلایا ہے۔ پہلے مسیح کے حواریوں نے مسیح سے عرض کیا۔ کہ آپ ہمارے لئے دعا کریں۔ کہ ہمیں آسمان سے مائدہ ملے۔ ہم کو دولت مل جاوے۔ تاکہ یہ جو آئے دن چندے لگے رہتے ہیں۔ ان سے چھٹی ہو۔ اور آرام سے ہم خرچ کر سکیں۔ اور پھر ہم خوب دل کھول کر عبادت بھی کر سکیں گے۔ کیونکہ بے فکر ہوں گے۔ حضرت مسیح نے فرمایا۔ یہ دولت مت طلب کرو۔ جو اللہ دیتا ہے۔ اسے لو۔ انسان ایک وقت میں ایک چیز کو مفید خیال کرکے طلب کرتا ہے۔ لیکن وہ اس کے لئے دکھ کا موجب ہو جاتی ہے۔ انھوں نے کہا۔ ہم نیک ارادے سے طلب کرتے ہیں۔

حضرت مسیح نے ان کے لئے دعا کی۔ اللہ تعالے نے فرمایا۔ میں دونگا تو سہی۔ لیکن جو شخص پھر اس کی ناشکری کریگا۔ تو میں اسے ایسا خطرناک عذاب دونگا۔ کہ اور کسی کو ایسا خطرناک عذاب نہ ملیگا۔

خدا تعالے کا معمولی عذاب بھی کوئی برداشت نہیں کر سکتا ایک بہادر سے بہادر آدمی کو ذرا سر میں درد ہو۔ یا پیٹ میں درد ہو۔ تو اسے گرا دیتی ہے۔ ہمارے موجودہ بادشاہ کے والد ایڈورڈ ہفتم کا جشن تاجپوشی ہونے والا تھا۔ پیٹ میں پھوڑا تھا۔ باوجود اس کے کہ ہر طرح تیاریاں کر چکے تھے۔ مگر خدا تعالے کے حکم کے ماتحت سر جھکانا پڑا۔ اور جشن ملتوی کرنا پڑا۔ غرض کہ اللہ تعالے کے عذاب جو ابتلا آتے ہیں۔ بادشاہ بھی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ بعض انسان کو بہت سی خوشیاں پہنچتی ہیں۔ لیکن ان میں سے بہت سی خوشیاں اصل میں خوشیاں نہیں ہوتیں۔ بلکہ آخر کار مصیبت ثابت ہوتی ہیں۔ اللہ تعالے نے اس آیت میں فرمایا ہے۔ ہم دینگے تو سہی۔ مگر ایسا نہ ہو تم نافرمانی کرو۔ تو میں پھر تم کو ایسا خطرناک عذاب دوں گا۔ کہ کسی کو نہ دیا ہو گا۔

اللہ تعالے فرماتا ہے۔ کہ ایسا عذاب دوں گا۔ کہ کبھی کسی کو نہ دیا ہوگا۔ اب اس کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔ ایک جگہ اس عذاب کو آسمان کے پھٹ جانے سے مشابہت دی ہے۔

ایک معمولی ستارہ زمین پر گر جاوے۔ یا سورج یا چاند ہی زمین پر گر جاویں۔ تو تہلکہ مچ جاوے۔ تو جب تمام نظام ہی درہم و برہم ہو جاوے۔ اسوقت کیا حالت ہوگی۔

اب اس زمانہ میں ایک ایسی لڑائی شروع ہوئی ہے۔ کہ پہلے اس کا نمونہ نہیں ملتا۔

صحابہ کے زمانہ میں جنگ ہوتی تھی۔ تیروں کی جنگ۔ بعض صحابہ کو تیر لگا ہوا ہے۔ اور نماز پڑھ رہے ہیں۔ اس وقت وہ لوگ باوجود زخموں کے کام بھی کر سکتے تھے۔ مگر اب خطرناک سے خطرناک سامانوں کے ساتھ لڑائی ہو رہی ہے۔ اور یہ ایک خطرناک عذاب ہی خطرناک قسم کے گولے جو آدمی تو کیا ہستی رکھتا ہے۔ بڑی بڑی دیواروں اور قلعوں کو تباہ کر دیتے ہیں۔ اور بمب۔ ہوائی جنگی جہاز بڑی بڑی طاقت کی مشین والی توپیں۔ بڑے بڑے جنگی جہاز ہیں۔ جن کے ذریعے سے لڑائی کرتے ہیں۔ تو یہ سامان جو آجکل لڑائیوں میں نظر آتے ہیں۔ دنیا میں آجتک نہیں پائے گئے۔ اور ایسے ایسے خطرناک سامان ہیں۔ کہ ان سے بچنا ناممکن ہوتا ہے۔ عجیب عجیب قسم کی بندوقیں اور کروزر اور اسقدر لڑائی کے سامان اکٹھے ہوئے ہیں۔ کہ پہلے انسان کے خیال میں بھی نہیں آسکتے تھے۔

پہلے آجتک کبھی ایسی لڑائی نہیں ہوئی۔ کہتے ہیں کورو چھیتر کے میدان میں کئی لاکھ آدمی مارے گئے۔ حالانکہ اس میدان میں دو لاکھ آدمی بھی سما نہیں سکتا۔

یورپ کہتا ہے کہ ہم نے لڑائی کے سامان ایجاد کئے۔ ہم نے توپیں بنائیں۔ ہم نے بندوقیں بنائیں۔ ہم نے جنگی جہاز بنائے اور کروزر بنائے۔ ہم کہتے ہیں۔ یہ بالکل ٹھیک ہے۔ ایسا ہی ہے لیکن یہ خدا کا فرمان پورا ہو رہا ہے۔ تمہاری ایجادیں قرآن کریم کی آیت کی تصدیق کرتی ہیں۔ چنانچہ اب یورپین اخبارات خود اس بات کا اقرار کر رہے ہیں۔ کہ یہ لڑائی ایسی ہے۔ کہ ایسی لڑائی اور خونریزی اس میں ہونے والی ہے۔ کہ آجتک کبھی نہیں ہوئی۔ گویا وہی سامان ان کے لئے دکھ کا موجب بن گیا۔ تو خوب یاد رکھو۔ کہ انسان کو بڑی خوشیاں ہوتی ہیں۔ لیکن وہ اس کے عذاب اور دکھ و تکلیف کا باعث ہو جاتی ہیں۔ آج بھی ایک عید کا دن ہے۔ لوگ خوشی میں ہیں۔ کہ عید آگئی اور بڑے خوش ہو رہے ہیں۔

قرآن کریم جیسی پاک کتاب اور نبی کریم صلعم جیسا پاک انسان اس سے استنباط کرنے والا آپ نے ایک عید کا دن بنایا۔ لوگ تو خوشیوں میں اپنے فرضوں کو بھول کر شریعت کے احکام توڑتے ہیں آپ نے بجائے پانچ کے اس دن چھ نمازیں مقرر فرمائیں۔ کہ ایسا نہ ہو۔ کہ یہ لوگ اس خوشی میں متوالے ہو کر شریعت کے احکام کو توڑیں اور مورد عذاب بنیں۔ بعض قوموں کو اللہ تعالیٰ نے انعام دیئے اور خوشی دی۔ انھوں نے کفر کیا۔ اور ان کو عذاب ملا۔ تو عید بیشک خوشی اور راحت کی چیز ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلعم فرماتے ہیں۔ یہ خوشی کا دن ہے۔ یہ کیوں خوشی کا دن ہے۔ یہ ایک الگ سوال ہے اور لمبا مضمون ہے۔ غرض یہ دن خوشی کے ہیں۔ خوشیوں میں لوگ فرائض کو بھول جایا کرتے ہیں۔ لیکن ہم کہتے ہیں۔ کہ خوشیوں میں ذمہ واریاں بڑھ جایا کرتی ہیں۔

ہمارے نبی کریم صلعم آپ پر ہزار ہزار رحمتیں اور برکات ہوں اور سلام و صلوٰۃ و برکات آپ پر نازل ہوں۔ آپ نے کیا ہی احتیاط کی ہے۔ اور ہمیں بچا لیا۔ قرآن کریم میں ہے۔ جو نعمت کا ناشکر گذار ہو۔ اسے عذاب دوں گا۔ آپ نے ہمیں بتلا دیا۔ کہ کوئی خوشی ہو۔ تم اس میں ضرور کچھ نہ کچھ عبادت کر لیا کرو۔ شریعت میں ہر خوشی کے موقعہ پر عبادت کا حکم ہے۔

بچہ پیدا ہوتا ہے۔ تو اور لوگ تو گانا بجانا اور دیگر بدعات کرنی شروع کر دیتے ہیں۔ لیکن ایک مسلمان کو حکم ہے۔ کہ بچہ پیدا ہو تو اس وقت اس کے کان میں اللہ کا نام ڈالو۔ اللہ اکبر اس کے کان میں پھونکو۔ کہ تم خدا کی عبادت کرنا۔ اور کوئی خوشی آئے تو اسے خدا تعالے کے احکام کے ماتحت رکھنا۔ شادی کا وقت آتا ہے۔ اسوقت خطبہ نکاح رکھا جس میں الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ رکھا پھر اس کے بعد بعض آیات قرآنی پڑھی جاتی ہیں۔

(سلسلہ کیلئے دیکھو صفحہ ۷)

ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد

تصدیق المسیح

"حضرت مسیح موعودؑ واقعی نبی اللہ تھے"

نمبر ۴

بروزی نبوت سے کیا مراد ہے؟

حضرت مسیح موعود نے ہرگز ہرگز نبوت ناقصہ یا نبوت غیر حقیقیہ کا دعوےٰ نہیں کیا۔ بلکہ اپنی نبوت و رسالت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی نبوت و رسالت قرار دیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔

"یہ نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوۃ ہے۔ نہ کوئی نئی نبوت"۔ چشمۂ معرفت صفحہ ۳۲۴۔

پس جبکہ آپ کی نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہی نبوت ہے۔ تو پھر یہ نبوت غیر حقیقی اور ناقص کیونکر ہوئی۔ بلکہ بروزی[۳] نبوت کاملہ حقیقیہ ہے۔ جس کی وہ نبوت ظل ہے۔

[۳] نبوت تو وہی۔

آپ لوگوں نے عکسی قرآن شریف ہزاروں ہزار دیکھے ہوں گے لیکن کیا کسی مسلمان کے نزدیک عکسی قرآن قرآن نہیں؟ کیا قرآن کا عکسی ہونا اُس کے واقعی قرآن ہونے میں کسی قسم کا خلل انداز ہے۔ پس جبکہ قرآن بوجہ عکسی ہونے کے پھر بھی قرآن ہی ہے۔ اسی طرح نبی بھی بوجہ ظلی یا بروزی ہونے کے نبی ہی ہے اس کی حقیقت اور حیثیت میں ہرگز کوئی فرق نہیں آسکتا۔ اور جس طرح سے عکسی قرآن اپنے اندر دو پہلو رکھتا ہے۔ ایک پہلو تو یہ ہے۔ کہ عکسی قرآن باعتبار نئے مضمون اور نئی طرز عبارت اور نئے نام کے وہ اصلی قرآن نہیں۔ جبکہ وہ عکس ہے مگر باعتبار وہی مضمون۔ وہی شان اور وہی نام رکھنے کے حقیقت اور حیثیت میں (او رجل) اصلی قرآن سے کم نہیں۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود باعتبار نئی شریعت۔ نئے دعوی۔ اور نئے نام کے تو نبی اور رسول نہیں۔ مگر باعتبار ظلیت کاملہ یعنی محمدی شکل۔ محمدی نبوت اور محمدی نام محمدؐ و احمدؐ رکھنے کے محمد رسول اللہ صلعم کی نبوت و حقیقت سے الگ و جدا بھی نہیں۔ مندرجہ بالا ظل اور اصل کی حقیقت کو مسیح موعود کی تحریر سے بھی تقویت ملتی ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں:۔

"پس جو کامل طور پر مخدوم میں فنا ہو کر خدا سے نبی کا لقب پاتا ہے۔ وہ ختم نبوت کا خلل انداز نہیں جیسا کہ تم جب آئینہ میں اپنی شکل دیکھو۔ تو تم دو نہیں ہو سکتے۔ بلکہ ایک ہی ہو۔ اگرچہ بظاہر دو نظر آتے ہو۔ صرف ظل اور اصل کا فرق ہے"۔

پھر اس کے آگے یوں فرماتے ہیں۔

"ایسا ہی خدا نے مسیح موعود میں چاہا۔ یہی بھید ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ مسیح موعود میری قبر میں دفن ہوگا۔ یعنی وہ میں ہی ہوں۔ اور اس میں دوری نہیں آئی"۔

آئینہ کا سوال ہو۔ تو حضرت مسیح موعود نے بھی آئینہ ہونے کا دعوے کیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔

"میں وہ آئینہ ہوں۔ جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے"۔

پس جبکہ حضرت مسیح موعود بھی آئینہ ہیں۔ اور ایسے آئینہ ہیں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے۔ تو پھر کس طرح ممکن ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود کی نبوۃ نبوت ناقصہ یا غیر حقیقیہ ہو۔ بلکہ یہ نبوت بوجہ ظلی ہونے کے اپنے اندر عجیب لذت اور شان رکھتی ہے۔ اور دو حقیقتیں لئے ہوئے ہے۔ ایک تو یہ کہ بوجہ بروزی ہونے کے آپ واقعی نبی اللہ ہیں۔ دوسرے یہ کہ باوجود نبی اللہ ہونے کے بھی بروزی ہونا آپکو ختم نبوت کے منافی نہیں ٹھہراتا۔ سو یہ شان تو نہایت عزت کے لائق ہے۔ اور قابل رشک۔ نہ کہ اس لائق ہے۔ کہ اس کی مخالفت کی جاوے۔ فتدبروا۔

ہم اس پر صدق دل سے ایمان رکھتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم واقعی اور حقیقی طور پر خاتم النبیین ہیں۔ اور یہ کہ قیامت تک آپ کی نبوت آپ سے منفک نہیں ہو سکتی۔ اور آپ کے بعد کوئی الگ نبی نہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کا کلام صریح طرز سے نبی کریمؐ کی دو بعثت کی خبر دیتا ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے فرمایا۔

"ہر ایک نبی کا ایک بعث ہے۔ مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بعث ہیں۔ اور اس پر نص صریح و قطعی آیت کریمہ وآخرین منھم لما یلحقوا بھم ہے۔۔۔ یا بہ تبدیل الفاظ یوں کہہ سکتے ہیں۔ کہ ایک بروزی رنگ میں محمد رسول اللہ صلعم کا دوبارہ آنا وعدہ دیا گیا ہے۔ جو مسیح موعود اور مہدی معہود کے ظہور سے پورا ہوا۔ (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۴)

پھر ایک اور جگہ فرمایا ہے۔

"جیسا کہ مومن کے لئے دوسرے احکام الٰہی پر ایمان لانا فرض ہے۔ ایسا ہی اس بات پر ایمان لانا فرض ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بعث ہیں۔ (۱) ایک بعث محمدی۔ (۲) دوسرا بعث احمدی۔ اور مسیح موعود جو مظہر تجلیات محمدیہ ہے۔ جس پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بعث دوم موقوف ہے۔ (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶)

پس جبکہ نصوص صریحہ قرآنیہ و احادیثیہ سے ثابت ہے۔ کہ حضرت نبی کریم کی دو بعثت ہیں۔ پھر کیونکر ممکن ہے۔ کہ پہلی بعث میں تو آپ نبی ہوں۔ مگر دوسری بعث میں آپ کی نبوت آپ سے منفک ہو جاویگی اور آپ ایک غیر نبی کے لباس میں دنیا میں مبعوث ہوں گے اس سے تو نبی کریم کی ہتک لازم آتی ہے۔ اور قرآن شریف کی تکذیب جیسے کہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

"اور جس نے اس بات کا انکار کیا۔ کہ نبی کریم کی بعثت چھٹے ہزار سے تعلق نہیں رکھتی۔ جیسا کہ پانچویں ہزار سے تعلق رکھتی تھی۔ تو اس نے حق کا اور نص قرآن کا انکار کیا۔ بلکہ حق یہی ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کی روحانیت چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی ان دنوں میں ان سالوں سے اقویٰ۔ اکمل، اور اشد ہے۔ بلکہ چودھویں رات کے چاند کی مانند ہے"۔ (خطبہ الہامیہ)

پس جو شخص بموجب نصوص صریحہ قرآنیہ و حدیثیہ اس بات کو مان لیگا کہ حضرت نبی کریم کے دو بعث ہیں۔ تو اُس کے لئے مسیح موعود کا نبی ماننا ہرگز ہرگز کوئی مشکل امر نہیں رہیگا۔ کیونکہ ظاہر و باہر ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہیں جو کہ ۱۳۰۰ برس گذرے، عرب کی مقدس زمین میں جلوہ گر ہوئے تھے۔ جیسا کہ فرمایا۔

"اور جان کہ ہمارے نبی کریم صلعم جیسا۔ کہ پانچویں ہزار میں مبعوث ہوئے۔ ایسا ہی مسیح موعود کی بروزی صورت اختیار کر کے چھٹے ہزار میں مبعوث ہوئے (خطبہ الہامیہ)

پس مسیح موعود کو لست مرسلا کہنے والے ذرا اس حوالہ کو پڑھیں اور غور کریں۔ اور خود ہی سوچیں۔ کہ مسیح موعود کو واقعی نبی اللہ نہ ماننے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا انکار لازم آتا ہے یا نہیں؟

کیونکہ جب اس وقت حضرت نبی کریم صلعم حضرت مسیح موعود کی بروزی صورت اختیار کرکے ویسے ہی مبعوث ہوئے ہیں۔ جیسے کہ وہ آج سے تیرہ سو برس پہلے مبعوث ہوئے تھے۔ جیساکہ حوالہ مندرجہ بالا سے ظاہر ہو رہا ہے۔ تو پھر تعجب کا مقام ہے۔ کہ ہم نبی کریم کی یہ قدر کریں کہ آپ نعوذ باللہ پہلی بعثت میں تو واقعی نبی اللہ اور رسول اللہ تھے۔ مگر دوسری بعثت میں آپ سے نبوت چھین لی گئی۔ اور آپ غیر نبی کی حیثیت میں مبعوث ہوگئے ہیں۔ حالانکہ خدا کا وعدہ تھا کہ آپ سے تاقیامت کسی وقت میں بھی نبوت منفک نہ ہوگی۔ اور آپ تاقیامت خاتم النبیین ہی رہیں گے۔ مگر خدا نے وہ وعدہ بھلا دیا۔ اور آپ کو بغیر نبوت کے دوسری بعثت میں مبعوث فرمایا۔ کچھ تو شرم چاہیئے۔ کیا یہی عزت ہے۔ جس کے نبی کریم مستحق ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ مسیح موعود کو نبی اللہ کہنا گویا محمد رسول اللہ کی ہتک کرنا ہے۔ مگر میں بڑے زور سے کہتا ہوں۔ کہ مسیح موعود کو نبی اللہ نہ ماننا خدا اور محمد رسول اللہ صلعم کی ہتک کرنا ہے۔ کیونکہ مسیح موعود درحقیقت بروزی طور سے محمد رسول اللہ ہی تھا۔ اور مسیح موعود کو نبی نہ کہنا گویا محمد رسول اللہ صلعم کی نبوت کو آپ سے منفک شدہ ماننا ہے دیکھو خدا اور محمد رسول اللہ صلعم کی ہتک نہ کرو۔ اور یہ مت کہو۔ کہ آنجناب اپنے وجودی لباس میں تو نبی تھے۔ مگر بروزی صورت مسیح موعود کے لباس میں آپ نبی نہ تھے۔ نعوذ باللہ آپ نبی تھے اور یقیناً نبی تھے۔ اور آپ سے ایک منٹ کیلئے بھی نبوت کو منفک شدہ ماننا صریح کفر ہے جس سے مومن کو بچنا چاہیئے ۔

(راقم محمد سعید - احمدی لاہور)

بقیہ از صفحہ نمبر ۹

جن میں بار بار اتقوا اللہ اتقوا اللہ آتا ہے پھر جب وہ بیوی کے پاس جاتا ہے۔ اسوقت بھی عبادت رکھی اور فرمایا دعا مانگا کرو۔ اللھم جنبنا الشیطن وجنب الشیطان عما رزقتنا۔ کھانے کو بیٹھے بسم اللہ۔ کھانا کھا کر سستی پیدا ہو جاتی ہے۔ فرمایا۔ الحمد للہ کہو ہر حالت میں خدا کی حمد کرتے رہو۔ کوئی خوشی اور کوئی راحت نہیں جس میں آپ نے عبادت اللہ تعالیٰ کی نہیں رکھی۔ کیونکہ اگر انسان عبادت الٰہی نہ کرے۔ اور کفران نعمت کرے تو قرآن شریف فرماتا ہے۔ فاعذبہ عذاباً لا اعذبہ احداً من العٰلمین۔ نبی کریم صلعم نے خود ہمارے لیئے راستہ صاف کر دیا اور ہمارے لئے اصول مقرر فرما دیئے۔ گویا آپ نے علاج بتلا دیا کہ تم ہر ابتدائے امر پر بسم اللہ اور اس کے اختتام پر الحمد للہ کہو۔ قرآن کریم میں آتا ہے۔ واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔ تو آج ایک خوشی اور راحت کا دن ہے۔ کیونکہ یہ ایک لمبا مضمون ہے جس میں خدا نے ایک عبادت کا موقعہ دیا ہے۔ آنحضرت صلعم نے ہماری ہر ایک خوشی کے موقعہ پر عبادت مقرر فرمائی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔ کہ اس نے ہمیں ایک عبادت کا موقعہ دیا۔ اللہ تعالیٰ کے پیاروں کے کام بھی کیا ہی عمدہ ہوتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا صدقہ و خیرات بہت کیا کرتی تھیں عبداللہ بن زبیر ان کے بھتیجے نے کہیں کہدیا۔ کہ انکو روکنا چاہیئے کیونکہ اسطرح ان کے وارثوں کو کیا ملیگا۔ انکو یہ خبر پہنچ گئی۔ انہوں نے کہا میں اگر اسے ملوں تو میں نذر دونگی۔ ایکدن قریش کے ایکدو آدمیوں نے عبداللہ بن زبیر کو ساتھ لیا اور دروازے پر جا کر دستک دی۔ اور کہا ہم اندر آنا چاہتے ہیں۔ (اب ہم کے لفظ میں عبداللہ بن زبیر بھی شامل تھے اور انکو پس پردہ کیا معلوم تھا۔ کہ وہ بھی ساتھ ہیں۔) آپ نے اجازت دیدی جب اندر گئے۔ تو عبداللہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے لپٹ گئے۔ تب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ میں نے جو نذر مانی ہوئی تھی اب اسے پورا کروں۔ وہی بات جس سے عبداللہ بن زبیر نے روکنا چاہا۔ اسے کیا۔ تو گویا انھوں نے اپنے بھتیجے سے ملنے کی خوشی میں ایک عبادت کی۔ اور صدقہ و خیرات کیا۔ یہ باتیں انھوں نے نبی کریم صلعم سے ہی سیکھیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ رمضان آیا۔ روزے رکھو عبادت کرو۔ جب گذرا تو خوشی کرو۔ کہ خدا تعالیٰ نے ہمیں توفیق دی۔ کہ روزے رکھے اور اس خوشی میں عبادت کرو۔ یہی ایک ہتھیں ج۔م

دعوت الی الخیر

ہندوستان میں تبلیغ

مفتی صاحب کا خط

از - ایس - ایس - ولچر (جہاز)

(۱۸ - جولائی ۱۹۱۴ء)

رہبر صادق! مرشدنا و مہدینا حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح والمہدی ایدکم اللہ تعالیٰ - السلام علیکم و صلے من لدیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - عاجز راقم برفاقت حضرت اخی المکرم الحاج ابو بکر یوسف ڈہاکہ میں تین روز تبلیغ کا کام کرکے آج واپس کلکتہ جاتا ہے۔ کل صبح پہنچیں گے۔ وہاں سے کیرنگ آنے جانے میں ایک ہفتہ لگیگا۔ پھر جیساکہ حکم پہنچ چکا ہے قادیان چلے آئینگے۔ اور اگر اس اثناء میں ڈیرہ وگڈھ سے تار آگیا تو وہاں جانا ہوگا جو اللہ کو منظور ہو اور جس سے وہ راضی ہو جائے۔ کیونکہ وہی اس زندگی کا مقصد اور وہی مطلوب ہے۔

ڈہاکہ میں حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوۃ والسلام کے آجانے کی خبر خوب پہنچا دیگئی۔ شہر میں ایک شور مچ گیا ہے اور جا بجا یہی چرچا ہو رہا ہے ۔

اسٹیشن کلکتہ پر جب ہم ریل پر بیٹھے تو کام وہیں سے شروع ہوگیا۔ برادران مولوی انعام رسول صاحب کٹکی (اللہ تعالیٰ انہیں اپنی خاص نعمتوں سے مالا مال کرے) اور برادرم بابو محمد رفیق صاحب احمدی (خدا تعالیٰ ہر حال میں ان کا رفیق ہو) ہر دو صاحبان مشایعت کیواسطے اسٹیشن پر ساتھ تھے چند رسالے مہاشو تنگ بت کے ان کو دیئے گئے کہ تقسیم کردیں۔ مجھے اتفاق سے ایک انگریز مل گئے۔ جن کے ساتھ مذہبی گفتگو شروع ہوگئی۔ حضرت مسیح موعود کی آمد کے حالات ان کو سناتا رہا۔ اور وہ دلچسپی سے سنتے رہے۔ اور برادران موصوف نے مناسب طریق پر رسالہ تقسیم کیا بعض آدمی رسالہ کو دیکھ کر میرے پاس آئے۔ اور مزید حالات دریافت کئے۔ انہیں سے ایک صاحب نے خواہش کی کہ انہیں کوئی کتاب روانہ کیجائے۔

میرے خیال میں مناسب ہوگا کہ انہیں سردست ضرورت امام اور تحفہ بنارس بھیجدیا جائے۔ دفتر ترقی اسلام کو حکم ہو۔ جہاں سے مجھے بھی اطلاع دیجائے۔ غرض کام تو اسٹیشن کلکتہ سے ہی شروع ہوگیا۔ راستہ میں بھی رسالہ تقسیم ہوتا رہا۔ پھر جہاز میں سوار ہو کر جہاز پر تقسیم کیا گیا سب لوگ شوق سے لیتے اور پڑھتے اور حالات دریافت کرتے رہے۔ بعض احباب جو ڈھاکہ جانے والے نہ تھے بلکہ جہاز سے اُتر کر دیگر اطراف کو جانے والے تھے۔ ان کو متعدد رسالے دیئے گئے تاکہ اپنے شہر میں جاکر تقسیم کریں ۔

بنارس میں مجھے ایک پنجابی احمدی ملے تھے۔ جو فوج میں ملازم ہیں۔ انہوں نے اس وقت ذکر کیا تھا کہ ہماری پلٹن ڈھاکہ جاتی ہے۔ کچھ ٹھیک پتہ ان کا نہ تھا تاہم ان کو کلکتہ سے تار دے دیا تھا جو کہ انہیں بروقت مل گیا تھا اور انہوں نے ایک اور احمدی بھائی شرف الدین صاحب کو اسٹیشن پر بھیجدیا تھا۔

ڈھاکہ میں صرف یہی دو احمدی بھائی ہیں۔ اور اس امر کا ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ یہ ہر دو صاحبان کس طرح ایک دوسرے سے ملے۔ جب برادر نواب الدین یہاں آئے۔ تو یہ پلٹن سے ہوکر شہر سے فاصلہ پر چھاؤنی

یں رہائش۔ کثرت کار سے کم فرصتی اور نیز شہر میں جانے سے عموماً سپاہیوں کو ممانعت۔ دن رات رُوح میں یہ تڑپ کہ کسی احمدی سے ملاقات ہو مگر بظاہر کوئی سبیل نہ بنے۔ طبیعت دُعا کی طرف متوجہ ہوئی جس پر قدرت خداوندی نے یہ کرشمہ دکھایا۔ کہ ایک دن چھاؤنی کا ڈاک کا تھیلا جو کھلا تو اس میں سے ایک اخبار نکلا۔ جس کے چٹ پر لکھا تھا۔ شرف الدین صاحب احمدی (بمعہ پتہ مفصل) چھاؤنی میں تو اس نام کا کوئی آدمی نہ تھا۔ لفظ احمدی نے وہ پرچہ بابو نواب الدین کے ہاتھ میں پہنچا دیا۔ لوگوں نے تو کہا کہ ڈاک کا سارٹر بھول گیا اور پرچہ مس سنٹ ہوا۔ پر اہل دل نے حقیقت راز کو سمجھا۔ اور کشش قلوب کے کرشمے کو پہچانا۔ اور قبولیت دُعا کے نمونے نے ایمانوں میں ترقی دی۔ یار یار سے بغلگیر ہوا۔ ایک اور ایک مل کر گیارہ ہوئے ⁂

بابو نواب الدین صاحب بہت جوشیلے احمدی ہیں حضور کے ساتھ سچا اخلاص رکھتے ہیں۔ ان کا بیٹا اہل سرحد کے زیر اثر منکران خلافت میں جا ملا تھا۔ انہوں نے اسے چالیس چالیس ورق کے خط لکھ کر سمجھایا اور خلافت کی ضرورت و برکت کا اُسے قائل کیا۔ اب وہ حضور کے خدام میں شامل ہے ⁂

بابو صاحب نے صداقت سلسلہ کے بڑے بڑے نشانات خود آزمائے اور دیکھے ہیں۔ ایک فوجی مُلاّں بہ سبب ان کے احمدی ہونے کے سخت دشمن ہو گیا اور تعلّی میں آ کر کہنے لگا کہ نواب الدین اپنا بسترا باندھ لو اب تم کو ہم یہاں نوکر نہ رہنے دینگے۔ قدرت خداوندی چند ہی روز گذرے کہ ملاّں صاحب پر کمان افسر خفا ہوئے کہ اس نے ہم کو سلام نہیں کیا۔ اور حکم دیا کہ فوراً ملاں صاحب بسترا بوریا باندھ کر یہاں سے چلے جائیں۔ اور انہیں جانا پڑا۔

الغرض ڈھاکہ میں اس وقت یہ دو بھائی ہیں مگر چونکہ ان کے مکانات شہر سے باہر تھے۔ اسواسطے ہم نے انکے پاس ٹھیرنا مناسب نہ جانا۔ شہر گئے۔ دو تین دیسی ہوٹل دیکھے۔ مگر وہ ایک پنجابی نانبائی کی دوکان سے بہتر نہ تھے۔ اس تلاش مکان میں جو خواندہ شخص ملا اسے رسالہ بھی دیتے رہے۔ آخر ایک مکان تین روز کے واسطے کرایہ پر لیا گیا۔ دوسرے روز صبح کالجوں کے بورڈنگ میں جا کر رسالہ تقسیم کیا گیا اور بعض آدمیوں کے ذریعہ سے شہر کے مدرسوں اور ہائی اسکولوں میں رسالہ تقسیم کرایا گیا نماز جمعہ کے وقت جہاں جہاں جمعہ ہوتا ہے۔ بعض آدمی مقرر کئے گئے۔ جنھوں نے رسالے تقسیم کر دئے۔ بازار کے اندر بعض دوکانداروں اور ہوٹلوں اور قہوہ خانوں میں رسالے رکھوا دئے۔ امام باڑہ میں بھی جا کر دے آئے۔ شہر میں ہر جگہ چرچا پھیلا۔ بعض لوگ مکان پر آئے۔ سوالات کئے۔ جن کے تشفی آمیز جواب کر گئے۔ بعض بڑے بڑے آدمیوں کے مکانات پر پہنچ کر رسالہ دیا گیا۔ مشہور و معروف نواب بہادر صاحب ڈھاکہ جی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ کے۔ سی۔ ایس۔ آئی کے عالیشان محل احسن منزل کا دروازہ بھی جا کھٹکھٹایا۔ جواب ملا حضور بیمار ہیں۔ مل نہیں سکتے۔ ایک رسالہ بنگالی اور چند اردو کتب سلسلہ اپنے وزٹنگ کارڈ اور درویشانہ سلام کے ساتھ اندر بھجوا دئے۔ اور یہی بمنزلہ ملاقات ہوئے ⁂

بالآخر چوک بازار میں جو جامع مسجد کے سامنے ہے اور مخلوق کی بکثرت آمد و رفت کی جگہ ہے۔ کنوئیں کے چبوترہ پر کھڑے ہو کر وعظ کیا۔ بازار میں لوگ جمع ہو گئے کچھ مسجد کی دیوار پر آ کھڑے ہوئے۔ پیغام حق پہنچایا گیا صاف اور کھلے لفظوں میں۔ مگر نرمی اور محبت کے لہجہ میں اور دلائل کے ساتھ۔ یہ ہمارا کام تھا جو ہم نے کر دیا آگے لوگوں کی قسمت اور اللہ کی مرضی جو چاہے نتائج پیدا کرے۔ وھو الغفور الرحیم۔ حاجی عرب صاحب ہر وقت میرے شامل حال رہے۔ سنانے میں سمجھانے میں اور تقسیم کتب میں۔ اللہ ان کو جزائے خیر دے ⁂

بعض مشہور مساجد کو ہم دیکھنے گئے۔ اگر مولوی صاحب وہاں نہ ملے تو ان کی کسی کتاب یا قرآن شریف میں رسالہ رکھ آئے یا ان کے موذن کو دے آئے۔ ایک صاحب .. .. .. کے ساتھ بہت مفصل گفتگو ہوئی۔ اکثر باتوں کو انہوں نے تسلیم کیا اور مزید تحقیقات کا وعدہ کیا۔ انہیں کوئی ایسی کتب بھجوائی جاویں جن میں وفات مسیح اور ختم نبوت کا ذکر ہو ⁂

ڈھاکہ میں جتنی دیر ہم رہے۔ اکثر اوقات بارش کا سلسلہ جاری رہا۔ اور اسی میں یہ سب کام کیا گیا۔ اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور کی دعاؤں کو سنیگا۔ اور اس کام کو بار آور کریگا ⁂

یہاں ہم تین سَو رسالہ اپنے ساتھ لائے تھے اور یہ تعداد ناکافی ثابت ہوئی۔ مگر دو ہزار کی تعداد میں سے اس سے زیادہ یہاں کے حصہ میں نہ آ سکتا تھا۔ اس سفر میں تبلیغی کام کے متعلق مفصلہ ذیل تجارب حاصل ہوئے:۔

(۱) بڑے شہروں میں تبلیغ پہنچانے سے قبل ایسا ہی مختصر رسالہ ضرور چھپوا کر ساتھ رکھنا چاہیئے۔ اس ذریعہ سے ڈھاکہ میں تین دن میں وہ کام ہوا جو کلکتہ میں تین ماہ میں نہیں ہو سکا ⁂

(۲) تقسیم رسالہ سے قبل شہر کے حالات سے پوری واقفیت اور بعض شرفاء کی ملاقات کر لینی چاہیئے ⁂

(۳) ایسا انتظام کرنا چاہیئے کہ شہر کے مختلف حصوں میں تمام رسالہ یکدفعہ ایک یا دو دن میں تقسیم ہو جائے ⁂

(۴) خواص سے قبل عوام میں تقسیم ہو۔ اور سب سے قبل طلباء [illegible] ⁂

(۵) تقسیم رسالہ کے بعد کم از کم ایک ماہ اس شہر میں قیام کرنا چاہیئے۔ اور مکان کا پتہ رسالہ پر قلمی لکھ دینا چاہیئے۔

یہ باتیں میرے خیال میں آئی ہیں جو عرض کی گئیں۔ عرب صاحب السلام علیکم عرض کرتے ہیں۔ کیرنگ بھی میرے ہم سفر ہونگے۔ تبلیغی کام میں انہیں بہت لطف آ رہا ہے۔

والسلام عاجز محمد صادق عفی اللہ عنہ

اخبار الفاروق کا التواء

لاہور سے اخبار الفاروق کا پراسپکٹس شائع ہوا تھا اس کے بعد بعض اسباب ایسے پیدا ہو گئے ہیں کہ سردست اس کا اجراء ملتوی کیا گیا ہے۔ میں اپنے ان سب احباب کا تہ دل سے شکر گذار ہوں جنھوں نے نہایت فراخی سے پراسپکٹس کا عملی رنگ میں بھی جواب دیا ہے سردست اسقدر عرض ہے کہ اسوقت اس کے متعلق ہر قسم کی خریداری حصص وغیرہ کی کارروائی بند ہے۔

اگر خدا تعالیٰ کو اس کا اجراء منظور ہوا تو دوسرے انتظام سے نیا پراسپکٹس شائع کر کے قوم کو اطلاع دیجاویگی۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے حکم سے یہ اطلاع شائع کیگئی ہے۔ حکیم محمد حسین قریشی